ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ کی تفسیری خدمات

Services of Dr. Syed Sher Ali Shah Madani's in the field of Tafsīr

یاسر عزیز*
ڈاکٹر سید نعیم بادشاہ**

Abstract

Molana Dr. Shaykh Syed Sher Ali Shah was one of the followers of Hazart Shah Waliullah (R.H) Dr. Syed Sher Ali Shah was a PhD from Madinah University, his well known teachers were Molana Shaykh Abdul Haq, Molana Ahmad Ali Lahori (R.H), Hazrat Abdullah Darkhwasti and Molana Hussain Ali. These teachers taught him in such a way that enhanced his mental evolution. Well Shaykh Sher Ali Shah manifest and tried his level best and respecting back these honorable teachers being their obedient and loyal students. In personal life, despite hard times Sher Ali Shah did every possible effort to have perfect Islamic social life and never hesitated in showing and giving any sacrifice to have Islamic rule and regulation over the entire society. Even he participated in jihad for sake of it. Due to this act of his, he is not only considered a great scholar and mujahid in Pakistan and Afghanistan but he is respected and considered as a great person for Islamic education globally. He was great and intelligent in tafsīr, hadīth and Arabic literature. He prepared a huge and countless number of strong minded students to serve Islam. Shaykh was true lover of Prophet Hazrat Muhammad (P.B.U.H) and was a great mujahid who tried to launch Shari'ah Muhammadia for entire humanity.

---

* ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی پشاور
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، زرعی یونیورسٹی پشاور

مختصر تعارف

ولادت:

آپ ۱۱ شعبان ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء کو مولانا قدرت شاہؒ کے ہاں اکوڑہ خٹک تحصیل و ضلع نوشہرہ میں پیدا ہوئے[1]۔

نام کنیت و نسب:

آپ کا اسمِ گرامی سید شیر علی شاہ کنیت ابوالامجد اور نسبت مدنی ہے۔

خاندانی حیثیت اور بزرگوں کا علمی مقام:

آپ کے بزرگ مغلیہ دور میں بخارا سے باجوڑ اور ہشتنگر آئے۔ اجداد میں مولانا میر ویس شاہؒ بڑے فقیہ تھے۔ کنز الدقائق کے حافظ تھے۔ سکھوں کے مظالم کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ سکھوں نے اِن کے گھر کو جلایا۔ آپ کے لائبریری میں بعض نیم سوختہ کتابیں اب بھی موجود ہیں۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ کے رفقاء جب اکوڑہ خٹک میں جہاد کے لئے پہنچے تو میدانِ کارزار میں مجاہدین کے ساتھ بڑی بہادری کے ساتھ لڑے۔ مولانا میر ویس شاہؒ کے بیٹوں میں مولانا عنبر شاہؒ بڑے عالم تھے۔ عرصہ دارز تک صاحب اسوٹا تحصیل صوابی کے حکم پر قضاء و افتاء کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ مولانا موصوف نحو، اصول فقہ اور علمِ میراث میں بہت ماہر تھے۔ شرح جامی اور سراجی میں ان کے دروس مشہور تھے۔ ان دو کتابوں پر اِن کی حواشی بھی موجود ہیں۔ اِن صحیح العقیدہ اکابر کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کا خاندان اکابرینِ دیوبند کے ہم مسلک و ہم عقیدہ ہیں۔ آپ کے والد مولانا قدرت شاہؒ اکوڑہ خٹک کے جانب جنوب میں واقع اعظم گڑھ میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ آپ کے بھائی سردار علی شاہؒ ہے جو عمر میں آپ سے چھوٹے ہیں[2]۔

ابتدائی تعلیم:

آپ نے فقہ اور فارسی نظم کی ابتدائی کتب والد محترم سے پڑھیں۔ فارسی نظم کی کچھ کتابیں مولانا عبدالرحیم صاحب المعروف بہ، قصابانو حاجی صاحب سے پڑھیں جو فارسی و عربی اور ترکی زبانوں کے ماہر تھے۔ بغداد میں شیخ گیلانی کے اولاد کو ابتدائی کتابیں پڑھائے تھے۔ پیر کرم شاہ معروف بہ باچا گل صاحبؒ شیخ جامع اسلامیہ اکوڑہ خٹک سے کافیہ مع ترکیب، بدیع المیزان اور میبذی پڑھی ہیں۔ دوبارہ کافیہ اور تحریر سنبٹ و میبذی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے اُس وقت

پڑھیں جب آپ شعبان ۱۳٦٦ھ میں دیوبند سے تعطیلات گزارنے کے لئے گھر اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے۔ مولانا صاحب مرحوم کے بیٹھک میں ایک دفعہ کافیہ پڑھ رہے تھے کہ مولانا مرحوم مغموم انداز میں انا للہ پڑھ رہے تھے (تقسیم ہند کے واقعے کے بعد ہندوؤں نے نقل مکانی شروع کر کے مسلمانوں نے لوٹنا شروع کی)[3]۔

تقسیمِ ہند کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے جب دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی تو باقاعدہ طور پر تمام کتابیں یہیں پڑھیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب دارالعلوم کے ابتدائی طلباء میں سے شمار ہوتے ہیں جنہوں نے مختلف علوم و فنون کی کتابیں یہیں پڑھیں۔

اُس وقت مولانا عبدالغفور سواتیؒ صدر المدرسین تھے۔ آخر میں مولانا عبدالحق مرحوم سے دورۂ حدیث پڑھا اور اوّل پوزیشن حاصل کی۔ فراغت کے بعد آپ نے جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ بانی و مہتمم جامعہ اشرفیہ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے استفادہ کیا[4]۔

دارالعلوم حقانیہ میں تدریس:

دارالعلوم حقانیہ سے فراغت کے بعد شوال ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء کو لکھی گئی ایک درخواست میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے نام بلا معاوضہ تدریس کرنے کی استدعا کی ہے۔ جسے انہوں نے بمنظوری شوریٰ ۱۱ شوال ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۳ اپریل ۱۹۵۴ء شرف قبولیت سے نوازا اور تنخواہ ۳۰ روپے ماہانہ مقرر کیا۔ آپ نے درالعلوم میں پہلے ابتدائی کتب پڑھائے۔ چند سالوں کے بعد مشکواۃ جلد اوّل ،موطائین، نسائی شریف، ابن ماجہ، شمائل ترمذی اور شرح نخبۃ الفکر پڑھائے۔

اعلیٰ تعلیم:

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیۃ الشریعہ سے ۹٦-۱۳۹۷ھ میں بی اے ۱۴۰۳ھ میں ایم اے اور ۱۴٦۰ھ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری امتیاز کے ساتھ حاصل کی[5]۔

تفسیر میں کسب فیض:

ترجمہ و تفسیر آپ نے ۱۳۷۸ھ میں مولانا سمیع الحق دامت و برکاتہم کی معیت میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے پڑھیں۔ ۱۳۸۲ھ میں حضرت درخواستیؒ سے دورۂ تفسیر پڑھا اور سند حاصل کیا۔ اِس کے بعد حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ سے بھی تفسیر پڑھی[6]۔

آپ کو اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ نے حضرت لاہوریؒ کے ہاں دورۂ تفسیر کے لئے بھیجا۔ حضرت لاہوریؒ صرف قرآنی علوم کے ماہر نہیں تھے بلکہ کامل درجہ کے ولی بھی تھے۔ اس نے تفسیری مہارت عبیداللہ سندھیؒ سے حاصل کی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب حضرت لاہوریؒ کے تفسیری افادات حرفاً حرفاً لکھتے تھے۔ پھر پشتو زبان میں پٹھان طلباء کو حضرت لاہوریؒ کا سنا ہوا درس سناتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت لاہوریؒ بھی دورۂ تفسیر کے طلباء کے ساتھ آپ کا تکرار والا درس سنتے تھے۔ اس طرح دورۂ تفسیر آپ نے حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے پڑھا ہے۔ جس کے درس میں تفسیر القرآن بالقرآن کے علاوہ آیات سے مضامین کا استنباط ہوتا تھا۔ آپ نے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب سے بھی تفسیر میں استفادہ حاصل کیا ہے۔ اس لئے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ ہر سال تفسیر کا دورہ پڑھاتے تھے۔ اگرچہ فن تفسیر آپ نے بڑے بڑے اکابر مفسرین سے استفادہ کیا ہے۔ لیکن آپ خود بھی بے مثال مفسر تھے۔ آپ کا دورہ تفسیر بڑا مشہور تھا۔ آپ کے درس میں طلباء و فضلاء شریک ہوتے تھے۔ آپ بامحاورہ ترجمہ کرتے اور ہر آیت کا دوسرے آیت سے ربط معلوم ہوتا تھا۔ نحوی اور ترکیبی لحاظ سے قرآن مجید کو حل کرتے تھے۔ آپ کے ترجمہ میں حضرت لاہوریؒ اور حضرت درخواستیؒ کا اثر غالب رہتا تھا۔ آپ حضرت لاہوریؒ کی خودداری اور زہد و قناعت کے واقعات مزے لے کر سناتے[7]۔

شیخ التفسیر و شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ کی تفسیر میں طریقۂ کار درجہ ذیل ہے:

ا۔ تسمیۃ السورۃ

سب سے پہلے ڈاکٹر صاحبؒ سورۃ کا وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ اس سورۃ کا نام یہ کیوں رکھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ الکھف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مسمی کیا گیا ہے۔ سورۃ الکھف کے ساتھ۔ اس لئے کہ اس سورۃ میں اصحاب کہف کا ذکر ہے اور یہ قصہ عقیدہ توحید کی ترجمانی کرتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سورۃ میں لفظ کہف تقریباً چھ مرتبہ مذکور ہے۔ اس لئے اس کو سورۃ کہف کا نام دیا گیا ہے[8]۔

۲۔ موضوع السورۃ

وجہ تسمیہ بیان کرنے کے بعد پھر سورۃ کا موضوع بیان کرتے ہیں کہ اس سورۃ کا موضوع کیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ کہف کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ''تکوین رجال العقيدة والإرشاد بجلال التضحية فی سبيل الشباب على الحق''[9]۔

۳۔ محتویات السورۃ

موضوع کے بیان کرنے کے بعد سورۃ کے مضامین بیان کرتے ہیں کہ یہ سورۃ کن کن چیزوں پر مشتمل ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ کہف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''یدور معظم آیات السورة حول قصص الثلاث'' کہ سورۃ کہف کے آیات تین قصص کے گرد گھومتے ہیں۔ قصہ اصحاب الکہف، قصہ موسیٰؑ، قصۃ الخضر علیہ السلام اور ذی القرنین۔ کیونکہ اس سورۃ کے تقریباً ۷۱ آیات میں یہ قصص مذکور ہیں[10]۔

۴۔ ربط السورۃ

محتویات السورۃ کے بعد سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ کہف کا ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''سورۃ کہف کا ماقبل سورۃ، سورۂ اسرائیل کے ساتھ مضبوط تعلق و ربط ہے۔ کیونکہ سورۃ بنی اسرائیل کی ابتداء تسبیح سے ہوتی ہے اور سورۃ کہف کی ابتداء تحمید سے ہوتی ہے اور یہ دونوں یعنی تسبیح اور تحمید پورے قرآن کریم کے ساتھ منسلک ہیں اور اس طرح میزان کے ساتھ بھی۔

اسی طرح تسبیح میں پاکی بیان کرنا ہے اللہ رب العزت کی ذات کی کہ وہ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے اور تحمید میں ثناء بیان کرنا ہے اللہ رب العزت کی صفات بیان کرنا ہے[11]۔

۵۔ فضیلۃ السورۃ

ربط السورۃ کے بعد فضیلۃ السورۃ بیان کرتے ہیں کہ اس سورۃ کی فضیلت کیا ہے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ پورا قرآن فضیلت سے بھری پڑھی ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ کہف کی فضیلت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''جو شخص سورۃ کہف کی تلاوت کرے جس طرح وہ نازل ہوئی ہے تو قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگا''[12]۔

۶۔ سبب نزول

فضیلت بیان کرنے کے بعد سورۃ کا سبب نزول بیان کرتے ہیں کہ اس سورۃ کی نازل ہونے کی وجہ کیا ہے۔ مثلاً سورۃ کہف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ جواب ہے مشرکین کے ان تین

سوالوں کا جو یہود نے ان کو بتلائی تھی اور کہا تھا کہ اگر آپ ﷺ ان تین سوالوں کے جواب دے تو سمجھو کہ یہ برحق نبی ہے۔ اگر خاموش ہوتے تو پھر آپ جھوٹے نبی ہے۔ اور ان تین سوالوں کے پوچھنے کے لئے کفار نے نضر بن حارث اور عقبہ ابن ابی معیط کا انتخاب کیا تھا[13]۔

۷۔ الغرض الاجمالی لمحتویات السورۃ

آخر میں سورۃ کے تمام ایات کا خلاصہ بیان کرتے ہیں مثلاً سورۃ کہف کے پہلی آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ان الله هو المستحق لجميع انواع الحمد۔ بدليل انه انزل على عبده الكتاب القيم للانذار و التبشير۔

ترجمہ: ''بے شک اللہ رب العزت حمد کے تمام انواع کے مستحق ہیں۔ اس دلیل کی بناء پر کہ انہوں نے نازل کیا اپنے بندے پر محکم کتاب تاکہ وہ اس کے ذریعے ان کو ڈرائیں اور خوشخبری دیں''۔

اس طرح دوسری آیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :وينذركم عواقب الشرك فى الدنيا و فى الاخره[14]۔

مذکورہ اشیاء کو بیان کرنے کے بعد پھر سورۃ کی تفسیر کرتے ہیں اور تفسیر کا انداز اور طریقہ کار بھی کچھ یوں ہے:

(۱) تفسیر القرآن بالقرآن

سب سے پہلے قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے کرتے ہیں مثلاً وعلى الذين هادو حرمنا ما قصصنا عليكم من قبل (سورۃ نحل، آیت۱۱۸)۔ اس آیت کی تفسیر اس آیت سے کرتے ہیں وعلى الذين هادو حرمنا كل ذى ظُفُرٍ و من البقر والغنم حرمنا عليهم شحومهما۔۔۔الخ (سورۃ الانعام، آیت۱۴۶)[15]۔

(۲) تفسیر القرآن بالسنۃ

قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر حدیث نبوی ﷺ کے ساتھ کرنا جیسے حافظو على الصلوٰت والصلوٰة الوسطىٰ وقوموا لله قانتين (سورۃ بقرہ، آیت۲۳۸)۔ اس آیت میں صلاۃ وسطی کی تفسیر حدیث سے کرتے ہیں کہ جاء الخبر عن الرسول الله ﷺ فسر الصلاة الوسطى بصلاة العصر[16]۔

(۳) تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ

اس طرح قرآن پاک کی تفسیر کبھی کبھی باقوال الصحابہ کرتے ہیں مثلاً ''وفُومِها'' (سورۃ بقرہ، آیت ۶۱) اس کے تفسیر کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا اقوال ذکر کرتے ہیں کہ قال ابن عباس ''الفوم'' کہ آیات میں ''فُومِها'' سے مراد لہسن ہے[17]۔

(۴) تفسیر القرآن بلغۃ العربیہ

اس طرح کبھی کبھی قرآن کریم کی تفسیر بلغۃ العربیہ کے ساتھ کرتے ہیں مثلاً لاتقولنّ لشیءٍ انّی فَاعلٌ ذلک غداً (سورۃ الکہف آیت ۲۳)۔ اس کی تفسیر بلغۃ العربیہ کرتے ہیں کہ:

لشیء : ای لا جل شیء من الاشیاء (صغیراً کان او کبیراً)

ذلک : اشارۃ الی الشیء

غدا : ای فیما یستقبل من الزمان مطلقاً[18]۔

بیان الإعراب

اگر آیت کی عبارت میں خفاء ہو تو اس کو بیان کرتے ہیں اگر اس میں جوانب متعددہ ہوں ان میں سے راجح عند المتحققین ہوں تو اس کا انتخاب کرتے ہیں۔ مثلاً: فوجدا عبداً من عبادنا۔ بعض مسائل میں مختلف اقوال کو نقل کرکے وہ قول نقل کرتے ہیں جو اہل التحقیق کے ہاں مختار ہو مثلاً: اس آیت میں عبد کا نام لیا ہے اس کے بارے میں تو سات اقوال ذکر کرتے ہیں:

۱۔ فقیل اسمہ بلیلا بن ملکان

۲۔ فقیل اسمہ ایلیا بن الیاس

۳۔ فقیل اسمہ الیسع

۴۔ فقیل اسمہ خضرون بن قابیل بن آدم

۵۔ فقیل اسمہ الیاس

۶۔ وقیل اسمہ عامر

۷۔ وقیل اسمہ احمد

اس طرح اس میں پھر راجح قول کا انتخاب کرتے ہیں۔ لیکن اصح اور راجح قول کو ڈاکٹر صاحب سب سے پہلے ذکر کرتے ہیں[19]۔

دیگر خصوصیات دورۂ تفسیر

مذکورہ بالا خصوصیات کے علاوہ شیخ التفسیر کے دورۂ تفسیر میں کچھ اس طرح کی دیگر خصوصیات پائی جاتی ہیں جو کہ دوسرے مفسرین کے دروس میں مجموعی طور پر ان کی مثالیں بہت ملتی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت، عقیدہ آخرت، بعثت انبیاء کا مقصد اور ابنیاء کا ذکر خیر دل موہ لینے والے انداز میں بیان کیا کرتے تھے۔

۲۔ تاریخی حوالوں کے ساتھ ساتھ حضرات صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین کے احوال اور واقعات کا تذکرہ انتہائی عقیدت و احترام سے کیا کرتے تھے۔

۳۔ آیات کی تفسیر، تفسیر القرآن بالقرآن، بالحدیث اور باقوال الصحابہ و التابعین کے التزام کے ساتھ ساتھ اقوال مفسرین بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ درس کے شروع میں خلاصہ سورۃ اور اس کے مقصد و موضوع کا تذکرہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے طرز پر بیان کرتے تھے۔

۵۔ الفاظ کے لغوی معنیٰ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ بطور استشہاد قدیم عربی ادب "الادب الجاھلیہ" کے اشعار پیش کرتے ہوئے وضاحت فرماتے تھے۔

۶۔ صرف و نحو کے مسائل کے دقیق نکات اور ترکیب سے آیات کے مفہوم کی خوب وضاحت کرکے ان علوم کی طرف بھی متوجہ کیا کرتے تھے۔

۷۔ حضرت شیخ القرآن چونکہ بذات خود جغرافیہ سے واقف تھے اور ارض القرآن کا نزدیک سے مشاہدہ کرچکے تھے۔ اس لئے تاریخی ومقامات کی وضاحت دلنشین انداز و پیرایہ میں کرکے ان کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش کیا کرتے تھے۔

۸۔ آیات وعد کے ذکر کے ساتھ ساتھ دعا اور آیات وعید کے ذکر کے ساتھ ساتھ پناہ مانگنے کا خصوصی اہتمام کرکے اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ کر لیا کرتے تھے۔

۹۔ تفسیر کے دروان ایک خاص کیفیت کے ساتھ جگہ جگہ الحاح و زاری اور خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرمانے کا اہتمام کرتے جس سے قلوب نرم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

۱۰۔ انتہائی شفقت بھرے انداز میں طلبہ کی تشحیذ اذہان کے لئے ان سے استفسار اور ان کے پوچھے گئے سوالات کا اچھوتے انداز میں جوابات دیا کرتے تھے۔

۱۱۔ تفسیر اور مسائل فقیہ میں افراط و طفریط سے بچ کر حد درجہ محبت و استدلال کا لحاظ فرمایا کرتے تھے اور علماء دیوبند کے مسلک حق کے ترجمانی کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔

۱۲۔ بعض اوقات فرق باطلہ پر انتہائی مدلل انداز میں حکمت و بصیرت کے ساتھ رد فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ باطل عقائد و نظریات کی اصلاح کا فریضہ ادا ہوسکے۔

۱۳۔ انتہائی ناصحانہ، مشفقانہ اور مخلصانہ انداز میں درس قرآن کو عام کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ مسلمان اللہ کی کتاب سے آگاہ ہو اور ہر مسلمان کا اس کے ساتھ والہانہ عقیدت اور تعلق ہو[20]۔

قرآن پاک اور حدیث الرسول علیہ السلام کے ساتھ شغف والہانہ اور محبانہ تھی۔ گویا ڈاکٹر صاحب کی تخلیق ہی اس کے واسطے کی گئی ہو۔ ہر سال دورۂ تفسیر پڑھاتے ان کی دورہ تفسیر کا چرچہ بہت جلد اندورن و بیرون ملک زبان زدو عام ہونے لگا۔ امارت اسلامی افغانستان میں امیر المؤمنین کی خواہش پر مجاہدین کو دورۂ تفسیر پڑھایا[21]۔

آپ کو تفسیر اور ادب عربی کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے سورۃ کہف کی تفسیر پر کام کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے آپ نے تفسیر حسن بصری لکھی۔ یہ تفسیر فتنہ تاتار میں ضائع ہوچکی تھی۔ آپ نے اور مسجد نبوی کے مؤذن نے اس تفسیر کو دوبارہ تفسیری ذخیروں کو جمع کیا۔ ابتدائی سولہ پاروں کی تفسیر آپ نے لکھی اور بقیہ چودہ پاروں کی آپ کے ساتھی نے لکھی۔

دورانِ درس اگر ایک طرف آپ قرآن مجید کی لغت عربی میں نازل ہونے کی حکمتیں اور فصاحت و بلاغت کے مباحث چھیڑتے تھے تو ساتھ ہی حضرت شیخ مولانا غلام اللہ خانؒ کے تفسیری ذوق کو اپناتے۔ گاہے گاہے اپنے محبوب استاد حضرت شیخ مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے علمی نکات کو جہاد کی آیات میں ایسے عجیب پیرائے میں بیان فرماتے کہ جن سے طلبہ میں میدان جہاد کے حسین جذبہ کی آبیاری ہوتی۔ آپ قرآن کی تفسیر کے دوران باقاعدگی سے صحابہ کرامؓ کی جہادی کارناموں اور افغنستان کے طالبان کے کارناموں پر سیر حاصل بحث فرماتے اور طالبان کے کارنامے صحابہ کرامؓ کے کارناموں سے جوڑتے۔

آپ کی خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ کو عربی زبان میں بے شمار قصیدے اشعار از بریاد تھے۔ ساتھ ہی فارسی اردو اشعار سے بھی آپ نے نفیس انتخاب کرکے کئی چیزوں پر احاطہ حاصل کیا۔ آپ کی اردو کی تحریرات و تقریرات میں غایت درجہ کا ادبی ذوق غالب ہوتا تھا۔ شعر و شاعری اور ادب عربی سے آپ کے اس تعلق نے آپ کو قرآن فہمی میں ایک خاص مدد مہیا کیا۔ آپ پر علوم

القرآن اور اس کے اعجاز کے رموز کھلے اور بجا طور پر ایک مفسر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ چنانچہ آپ خود ہی فرماتے تھے کہ قرآن مجید کی تفسیر کے لئے دیگر متفق علیہ علوم سمجھنے کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی اور اردو زبان کی شعر و شاعری کا بھی نفیس ذوق چاہئے۔ جس سے کتاب اللہ کی فصاحت و بلاغت سے خوب شناسائی ملتی ہے[22]۔

آپ کے تفسیری نکات بے شمار تھے لیکن سورۃ کہف کی تفسیر زیادہ مقبول و مشہور ہوئی۔ اس کی تفسیر میں ایک قاعدہ کثرۃ المبانی تدلّ علی کثرۃ المعانی کے حوالے سے آیت کریمہ ''فما اسطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوالہ نقبا'' ''کے یأجوج ومأجوج نہ دیوار پر چڑھنے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ اس میں سوراخ کرنے کی'' ضمن میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اول جگہ میں استطاعوا (بغیر تاء) کیونکہ ممکن ہے کہ وہ سیڑھی لگا کر چڑھ جاتے تو چڑھنا کسی درجہ میں ممکن تھا۔ اس لئے (بغیر تاء) کے لایا اور دوسری جگہ استطاعوا (مع التاء) کے ذکر کیا کہ وہ کسی بھی حالت میں سوراخ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے تاء کے ساتھ ذکر کیا۔ ایک تو حرف (تاء) زائد ہونے کی وجہ سے معنیٰ میں زیادتی آئی۔

اس طرح سورۃ کوثر کے تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں: تفسیر جصاص ایک معتبر تفسیر ہے جس میں سورۂ کوثر کے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ اس میں عیدالاضحیٰ کے نماز کا ذکر ہے۔ انا اعطینک الکوثر ہم نے آپ کو خیر کثیر دیا۔ کوثر فوعل کے وزن پر ہے۔ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کر دیا۔ فصل لربک وانحر۔ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کریں۔ فصل لربک سے مراد عیدالاضحیٰ کی نماز ہے۔ وانحر سے مراد قربانی ہے یعنی صلوٰۃ عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی ہے۔ ان شانئک ھو الابتر۔ تمہارا دشمن گمنام ہوگا۔ اس کا کوئی بھی نام نہیں لے گا۔ مفسرین کوثر کے بارہ معنی بیان کرتے ہیں۔ کوثر سے مراد قرآن پاک یا ختم نبوت ہے۔ یا خاتم النبیین کا لقب مراد ہے یا کوثر سے مراد صحابہ کرام ہیں اور بھی بہت سارے معانی ہے اور اس کا شکریہ یہ ہے کہ فصل لربک عبادت خاص اللہ کے لئے کیجئے۔ بعض لوگ عبادت ریا کے لئے کرتے ہیں۔ ''فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن''۔

آخر سورۃ میں ریاکار کے نماز کا ذکر ہے۔ نماز خاص اللہ کے لئے کیا کرے اس راہ میں مشکلات آتے ہیں تو اس کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ قربانی کے بغیر ہاتھ کچھ نہیں آتا وانحر سے مراد قربانی ہے[23]۔

اس طرح آپ کی تدریس کی انداز بھی منفرد تھی۔ حضرت شیخ التفسیرؒ کے درس میں آپ کی شیوخ کی جھلک صاف نظر آتی تھی۔ فرماتے تھے میں نے حضرت مولانا شیخ غلام اللہ خان صاحبؒ سے قرآن سیکھا ہے۔ آپ درس میں توحید پر زور دیتے تھے۔ کیونکہ پنجاب میں شرک و بدعات کا غلبہ تھا۔ اس لئے شیخ غلام اللہ خانؒ ان کا رد کیا کرتے تھے۔ اللہ کی وحداینت کی تبلیغ کرتے تھے۔ حضرت لاہوری سے تفسیر پڑھی جس میں جہاد کا غلبہ تھا۔ حضرت لاہوریؒ لکھائی میں سرخ روشنائی استعمال کرتے تھے۔ کیونکہ یہ شہید کے خون کے مشابہ ہے۔ فرماتے تھے کہ جس کو سائیکل چلانا نہ آتا ہو وہ میرے درس میں نہ بیٹھے کیونکہ یہ جہاد میں کام آتی ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے دورۂ تفسیر پڑھا۔ آپ چونکہ شیخ الحدیث تھے آپ کے درس میں استنباط کے موضوع کا غلبہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ امام بخاریؒ کا طریقہ ہے۔

مذکورہ بالا اساتذہ کرام کے دروس کی وہ تمام صفات حضرت شیخ التفسیر سید شیر علی شاہ مدنیؒ کے درس میں پائی جاتی تھیں۔ اللہ کی وحدانیت و معرفت کا ذکر تو اس انداز میں فرماتے کہ اس پر آیات قرآنیہ و احادیث کثیرہ کے علاوہ عبدالرحمن بابا اور حافظ الپوریؒ تک کے اشعار سے استدلال کرتے تھے اور اپنے استاد مولانا عبدالحقؒ کی محبت کی برکت سے بدعات کی تردید بھی انتہائی حکمت اور مدلل انداز سے کیا کرتے تھے۔

آپ چونکہ خود بڑے مجاہد بھی تھے۔ جب جہاد کا ذکر فرماتے تو کسی لالچ یا ملامت کی پرواہ کئے بغیر علانیہ طور پر جہاد کے موضوع پر سیر حاصل بحث کرتے۔ آپ اپنے اساتذہ کرام کے تفسیری انداز کے امین اور سب کے خصوصیات کے جامع تھے۔

گویا ایسے تمام خصوصیات جو حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے درس میں موجود تھے۔ ویسے ہی اس کے شاگرد اوّل و شاگردِ رشید مولانا شیر علی شاہؒ مرحوم نے اپنائے تھے۔

ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کے تفسیر سورہ الکھف اور تفسیر حسن بصری پر تفسیری خدمات درج ذیل ہیں:

ا۔ تفسیر سورۂ الکھف : لدکتور ابوالامجد شیر علی شاہ مدنیؒ

یہ آپ کا ایم فل مقالہ ہے جسے "جامعہ المدینہ" ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء سے پیش کیا گیا تھا اور امتیازی ڈگری حاصل کی تھی۔ آپ کے اساتذہ کے تقریظات سے اس کی علمی پائے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے ایسے اپنے مشفق استاد عبدالعزیز بن بازؒ رئیس الجامعہ کے نام اس کا انتساب کیا ہے۔

تقریظ سماحة الاستاذ الشیخ ابی بکر جابر الجزائری المدنی (*جو جامعہ المدینہ میں آپ کے استاذ رہے ہیں) آپ کے تفسیر سورۃ الکہف کے بارے میں فرماتے ہیں:*

- ولھذا التفسیر میزات کثیرة لا توجد فی غیرہ من التفاسیر ومن تلک المیزات ما یلی
- تحقیق العقیدة السلفیة وابرازھا عند کل آیة لھا علاقة بذلک
- تحقیق الاقوال فی کل مختلف فیه وترجیح الراجح منه وذالک فی اھم ما اشتملت علیه السورة من قصة اصحاب الکھف و موسی مع الخضر۔ علیھما السلام و ذی القرنین و یأجوج ومأجوج والسد و بخاصة تحدید موقع الکھف والسد من البلاد۔
- ابطال کل شبھة تعلق بھا الملاحدة من جھة والخرافیون المبتدعون من جھة اخریٰ

وقال فیه: فان شرح الشیخ شیر علی شاہ لسورة الکھف کان شرحاً صحیحاً سلیماً من حیث الالفاظ والمعانی نھج فیه نھجا خاصا قدیری مخالفاً فی لمناھج المفسرین الاولین وذالک غیر ضارةٍ بحال۔

وباختصار فان الشرح الشیخ شیر علی شاہ لسورة الکھھف کان شرحاً موفقاً، نافعاً یعتبر مرجعاً ھاماً لما اشتملت علیه سورة الکھف من القصص الثلاث قصة اصحاب الکھف وقصة موسی مع الخضر علیھما السلام وقصة ذی القرنین ویأجوج ومأجوج مع ما ابرزہ من حقائق العلم وما افادہ عن ضروب المعرفة المختلفة[24]۔

تقریظ الشیخ سماحة الاستاذ عبدالحقؒ رئیس الجامعه الحقانیه اکوڑہ خٹک وشیخ الحدیثِ بھا

ھوا تفسیر جامع باسلوب علمی دقیق اوضح فیه جوانب العقیدة عند کل اية لھا علاقة بذالک ورد علی الاخطاء التی وقع فیھا القبوریون والخرافیون الذین اغتروا بانفسھم فراحوا یفسرون الایات القرآنیة حسب ھوائھم الباطلة وافکارھم الذائغة ویشککون المسلمین فی العقائد ویفتخرون علی ضلالھم واضلالھم[25]۔

تقریظ الشیخ عبدالله بن عبدالرحمن العقلاء الرئاسة العامة لشؤن الحرمین الشریفین بمکة المکرمة

رسالة تفسیر سورة الکھف جید جداً فی معناھا۔ جلیلة القدر عظیمة الفائدة خصوصاً فی مسألة التوحید وبیّن فیھا التوحید الخالص و دحض شبه اهل الریب والمتشبثین والمحرفین والمتخذین (لنتخذن الایه)[26]۔

تقریظات کے بعد مقدمہ قائم کیا ہے دوسرے کتب ساویہ سے قرآن کا امتیاز ثابت کیا ہے کہ صرف قرآن ہی کی خصوصیت ہے کہ امت نے ان کے الفاظ و معانی کی اتنی خدمت کی ہے کہ باقی کتب ساویہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مختلف لحاظ سے تفسیریں لکھ کر علوم کے دریا بہائے ہیں۔ اس کے الفاظ و معانی، حکم و اسرار اور اس کے احکام پر عمل، عمل غایۃ عظمی ہے اور اس میں تحقیق کرنے والا اکرم الباحثین ہے۔ اس لئے کہ اس کا موضوع اشرف ہے اور بحث کرنا بھی اشرف البحوث ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے شیخ کمال الدین محمد بن احمد اور شیخ عمر بن یونس حنفی، شیخ محمد علی الصابونی اور شیخ ابوالحسن ندویؒ، شیخ مناظر احسن جیلانی، شیخ احمد ماھر محمود البقری نے سورۃ الکہف کی تفسیریں لکھی ہے لیکن میں نے دو داعیتین کی وجہ سے منتخب کیا ہے۔

پہلا داعیہ: اس کی قرأت قاری کو فتنہ دجال سے محفوظ کرتا ہے۔ اسی طرح اس کی فواتح اور اوّل و آخر دس آیات شیطان کے مکائد سے محفوظ کرتے ہیں۔ خاص کر اس زمانے میں جو فتن و حوادث کا زمانہ ہے امت کو فتن دجال سے محفوظ ہونے کی ضرورت ہے۔ حضور ﷺ اور سلف صالحین نے بھی دجال کے فتنے سے مبالغہ کی حد تک ڈرایا ہے۔ اگلے انبیاء نے بھی پنی امتوں کو دجال سے ڈرایا ہے اور دعائیں مانگی ہیں۔

نیز اس سورۃ میں ارکان عقیدہ مثلاً توحید الالوہیت، توحید الربوبیت، قضیۃ بعث بعدالموت، مسئلہ الرسالۃ، مسئلہ صدق القرآن واعجاز القرآن، مسئلہ علم الغیب و تصرف بیان ہوئے ہیں۔ اصحاب کہف کی قربانیوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے عقیدہ و ایمان کی حفاظت کے لئے دیئے ہیں۔ چنانچہ جمعہ کے ان ہفتے میں ایک بار اس کی تلاوت قاری کے دل میں انبیاء وصلحاء کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اُسے حریت تامہ حاصل ہوتی ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ پر تشجیع حاصل ہوتی ہے اور وہ عباد کے سامنے ذلیل نہیں ہوتے۔ اس کا پڑھنے والا کرامات و معجزات خارقہ کو دیکھ کر دجال کے خوارق سے دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ اس لئے کہ ان کے درمیان بہت بڑا فرق موجود ہے کہ انبیاء و صلحاء اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی الوہیت پر ایمان لاتے ہیں۔ فضل وکمال کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور دجال خود تو الوہیت کا داعی ہے۔ اپنی اعور آنکھ کے ساتھ اور مہر کفر کے

ساتھ اس کا چہرہ جھوٹ بول رہا ہے جو اپنی آنکھ کی اصلاح نہیں کر سکتا دوسروں کو کیا فائدہ پہنچائے گا۔

داعیہ ثانیہ: یہ ہے کہ بعض اہل بدع و ارباب الھویٰ نے سورۃ الکہف پر اپنی معتقدات فاسدہ پر استدلال کرکے اپنی غلط افکار کو مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہیں:
(۱) بناء المساجد علی القبور (۲) نِیل البرکۃ من اصحاب القبور (۳) معمول العرس (۴) قیام فی المواله والقول علی سبیل الاجتماع ثابت ہے کہ اصحاب کہف کھڑے ہوگئے اور سارے کے سارے ''فقالوا ربنا رب السموات والارض'' (۵) نیز الہام حجت قطعیہ ہے۔ دلیل افعال خضر بسبب الالہام تھے۔ (۶) نیز ولی نبی سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کی اتباع کی ہے (۷) علمِ باطن علم الظاہر سے افضل ہے (۸) خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہے اور اسی کو علم لُدنی ہے (۹) سجدۃ التیحہ قبر اور مرشد کو جائز ہے (۱۰) عزلت نشینی اختطلات سے بہتر ہے۔ وغیرہ مسائل اس سورۃ سے ذائغین نے اخذ کی ہے جو عام خرافات کی بنیاد ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ان مسائل مخترعہ پر سورۃ الکہف کی آیات کی ضمن میں اپنی تفسیر میں خوب رد کیا ہے اور احادیث مبارکہ سے مبرہن کیا ہے۔

انہوں نے سورۃ الکہف کی تفسیر میں درج ذیل منہج اختیار کیا ہے:

۱۔ بطور تمہید تفسیر سے قبل مطالب السورۃ، موضوع السورۃ، محتویات اور اہم موضوع، ربط بما قبلہا ومابعدھا، فضل السور، جمعہ کے دن اس کی تلاوت کی فضیلت، سبب نزول اور خلاصہ (عرضِ اجمالی) محتویات السورۃ۔
۲۔ محققین مفسرین کی تفسیر یعنی تفسیر القرآن بالقرآن ثم بالسنہ ثم باقوال الصحابہ، ثم باللغۃ العربیہ۔
۳۔ مفردات کی شرح جامع اور آسان طریقے سے کرتے ہیں۔
۴۔ اعراب کا بیان کرتے ہیں اگر اس میں اخفاء ہو اور اگر اعراب میں جوانب متعددہ ہوں تو پھر اس میں ترجیح الراجح بھی کرتے ہیں جو محققین کے ہاں معتبر ہو۔
۵۔ نصوص و آیات کے حقائق اور مطالب بیان کرتے ہیں۔
۶۔ قصص اور امثال بیان کرتے ہیں اور اس کی اہداف اور نتائج بھی بیان کرتے ہیں۔
۷۔ مختلف تفاسیر سے فوائد قیّمہ اور حِکَم متناثرہ کو جمع کیا ہیں۔

۸۔ بعض مسائل ایسے ہوں کہ اس میں اقوال مختلف ہوں تو اس میں اس کو اختیار ہے جو اہل تحقیق کے ہاں مختار ہوں۔

۹۔ تمام سورۃ میں اعتقادی مسائل بیان کئے ہیں اور پھر اس کا علاج سور القرآن میں بیان کیا ہے۔

۱۰۔ آخر میں وہ اہم موضوعات جو اس سورۃ میں ہیں۔

اس کے بارے میں مناسب بحث کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ لفظ الحمدللہ کے بارے میں بحث جو کہ پانچ سور کے شروع میں آئی ہے۔

۲۔ قرآنِ قیم کے بارے میں بحث

۳۔ الحمد میں الف ولام کے بارے میں بحث

۴۔ کہف (غار) کے وقوع کے بارے میں بحث

۵۔ دس مسائل مخترعہ کے بارے میں بحث

۶۔ توکل اور تواکل کے بارے میں بحث

۷۔ قولہ تعالیٰ ''ولبثوا فی کھفھم ثلثمائۃ سنین وازدادو تسعا'' کے بارے میں بحث

۸۔ قولہ ''لا مبدل لکلماتہ'' کے بارے میں بحث

۹۔ ملائکہ کی حقیقت کے بارے میں بحث

۱۰۔ سجدے کے بارے میں بحث

۱۱۔ خضر علیہ السلام کی نبوت، حیات، ممات کے بارے میں بحث

۱۲۔ ذی القرنین کی شخصیت کے بارے میں بحث

۱۳۔ موقع السد (دیوار) کے بارے میں بحث

۱۴۔ یأجوج مأجوج کے بارے میں بحث

۲۔ تفسیر الحسن البصریؒ کی تفسیری مساعی و خصوصیات

یہ تفسیر ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء میں پہلی بار اور ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں دوسری مرتبہ شائع ہوئی۔ تفسیر بلیغ عربی زبان میں لکھی گئی ہے یہ تفسیر سورۃ الاسراء سے آخر تک ہے جو ڈاکٹر صاحب کے حصے میں آئی ہے۔ اس کا پہلا حصہ سورۃ الفاتحہ سے سورۃ النمل تک ڈاکٹر عمر یوسف مؤذن مسجد نبوی نے لکھا ہے۔ تفسیر پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد جس میں ڈاکٹر صاحب نے مقدمہ لکھا ہے جو ۲۶۸

صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد جلد ثانی، جلد ثالث ڈاکٹر عمر یوسف کمال نے لکھے ہیں۔ جو بالترتیب ۴۰۸ اور ۴۰۲ صفحات پر مشتمل ہیں۔

تفسیری اقوال حسن بصری کے ۱۶۱۸ مرویات جمع کئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ نے جلد اوّل میں حیاۃ الحسن البصری کو جمع کیا ہے۔ جبکہ چوتھی جلد ۴۸۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۳۱۷ مرویات جمع ہیں۔ پانچواں جلد ۵۰۴ صفحات پر مشتمل ہیں جس میں ۱۰۹۴ مرویات ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے دو جلدوں میں مرویات ۲۴۱۱ ہیں اور ڈاکٹر عمر یوسف کمال کے حصے میں ۱۶۱۸ مرویات ہیں۔ کل تفسیر میں ۴۰۲۹ مرویات جمع کئے گئے ہیں گویا تفسیر حسن بصری کل ۴۰۲۹ مرویات پر مشتمل ہیں[27]۔

یہ تفسیر سید التابعین (اپنے زمانے میں) اور تمام مجتہدین اقران سے زیادہ فقیہہ امام حسن بصری کی ہے۔ ان کے علمی جہود مساعی کا اعتراف کرتے ہوئے بجا طور پر اس پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ اپنے طرز کی ممتاز تفسیر ہے جس میں حسن بصری نے صحیح عقیدہ جو صلف صالحین کا اہل سنت والجماعت کا دفاع کیا ہے اور اس کی خدمت کی ہے اہل اہواء و بدع، قدریہ، معتزلہ مرجئۃ، روافض وغیرہ پر رد کیا ہے۔ یہ تفسیر دو جلیل القدر علاء ڈاکتر عمر یوسف کمال صاحب اور محترم جناب ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کے درجہ عالیہ عالیہ (دکتورہ) کی ڈگری کے لئے جو جامعہ اسلامیہ مدینہ (من اقدس الجامعات الدینیہ منھجاً وتربیۃ) میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کا پہلا حصہ اوّل القرآن الکریم سے سورۃ نحل کے آخر تک ۱۴۰۴ھ میں اوّل الذکر دکتور عمر یوسف کمال نے شفہی امتحان دے کر پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ جبکہ دوسرے حصے کا ۱۴۰۸ھ میں حضرت ڈاکٹر شیر علی شاہؒ نے دفاع کرکے درجہ عالیہ عالیہ (دکتورہ +A) کی ڈگری حاصل کی اس کا پہلا نام مرویاتِ الحسن البصری تھا۔

لُجنۃ العلماء المتخصصین شعبۂ تالیف مرکز البوث اسلامیہ اکوڑہ خٹک نے اس کا تفسیر الحسن البصری نام رکھ کر دکتورہ شیر علی شاہ مرحوم کے مقدمہ پر مفصل اور حضرت حسن بصری کے حیات طیبہ پر محیط ہے کو اصل قرار دیا ہے۔

آپ کے تفسیر کا وزن مدینہ منورہ کے شیوخ و زعماء واساتذہ کے تقریظات سے لگایا جاسکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

علامہ محقق ناقد مفسر شیخ عمر بن محمد فلاتہ جو حرم نبوی میں مشہور مدرس اور جامعہ اسلامیہ کے شعبہ دارالحدیث کے مدیر و امین عام ہیں نے ان الفاظ میں اس تفسیر کی تحسین کی ہے: ''فلقد عايشت اخانا العلامة النبيل الدكتور شير على شاه سنين عديدة اَبّان وجود بالجامعه الاسلاميه لينهل من معينها العذب وسلسبيلها القراح۔ واشهدانى كنت معجباً من خلقه مقرراً لعلمه ومتابرته وتواضعه''۔

وقد حضرت المناقشة وفرحت بمحتواها و نتيجتها والحسن البصرى تلميذ ام سلمة و ابن عباسؓ سيد من سادات التابعين وتفسيره اقدم التفاسير واجلها استطاع الدكتور شير على شاه بجلده واخلاص وتقواه التوفيق الله ان يقرب للمسلمين وزميله الجزء الكبير منه ان كانت موسوعات المؤلفين الدينيه قد اشتملت عليه[28]۔

شیخ جلال الدین الحقانی القائد السید انی فخر القارۃ المجاہدین رئیس جامعہ منبع العلوم میران شاہ نے ان الفاظ میں ملخص ذکر فرمایا ہے:

''وبعد فقد اطلعت على تفسير الحسن البصرى، فوجدته مشتملاً على الجواهر التفسير والنفائس العلميه، جم الفوائد كثير المنافع، ولاريب ان اسم الحسن البصرى خير شاهد على مكانة هذا التفسير القيم اذا هو تابعى جليل--------

وقد ساهم الحسن البصرى فى الجهادين، جهاد و باللسان وجهاد بالسناف، امالاول تفسير هذا ومواعظه وخطبه واقواله فى الفقه والسيرة والذهد واما التانى فقد شارك فى الغذوات العديدة لاسيما فى جهاد افغانستان تحت اشرف المجاهد اعلظم عبدالرحمن بن سمرةؓ-------

وهذا تفسير القيم، النافع، حصيلة الجهود المشكورة التى بذلها الاستاذ الفاضلان، فضيلة الشيخ الدكتور شير على شاه و فضيلة الدكتور عمر يوسف كمال فى جميع مرويات الحسن البصرى المتناثرة فى شتى المراجع وامهات الكتب فى تفسير والحديث والسيرة ولتاريخ والفقه والذهد والادب، وتتّبعا فى هذا الجمع عشرات المراجع والآف الاوراق ثم بذلا العناية الغائقه فى تحقيق هذه الروايات تحقيقا علمياً و نسّقاها تنسيقا مصحفيا رجحاً ما يُرَ جحه الدليل وترجماً الاعلام الواردة فى الاسانيد[29]۔

للعلامه زین العلماء المحققین المفتی محمد زرولی خان حفظه الله تعالیٰ رئیس لجامعه احدبیه احسن العلوم کراتشی و استاذ الحدیث والتفسیر فیها بغضها کما یلی:

وانی مسرورٌ جدا علی هذا العمل العظیم الذی قام به فضیلة الدکتور شیر علی شاه وزمیله الدکتور عمر یوسف کمال اذلا شک ان عملیة جمع اقوال اشخصیات العملاقة مثل الحسن البصری من مئات المراجع والاف الصفحات من اصعب الاعمال ثم ترتیبها وتسیقها و تحقیقها علمیا من أمور متعبة و مضنیة جدا ثم ان الفضیلة الدکتور شیر علی شاه جدیرٌ لکل تقدیر و توقیر حیث لم یقتصر علی نیل شهادت الدکتوراه بل واظب علی تکمیل هذه الاطروحة القیّمة وطبعها[30]۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنی موضوع کی اہمیت میں لکھا ہے کہ ہم سے پہلے حضرت حسن بصریؒ کے تمام مرویات تفسیر میں جمع نہیں کی ہے۔ جس سے آپ کی شخصیت بحیثیت مفسر ثابت ہو۔ ان کے اقران، حضرت مجاہدؒ، عکرمہؒ اور ان کے تلامذہ قتادۃ اور شاگردوں کے شاگرد سفیان ثوریؒ، سفیان بن عیینہؒ وغیرہ نے حسن بصریؒ کے مرویات کو جمع ضرور کیا ہے لیکن بحیثیت مفسر آپ کی مرویات کو جمع نہیں کیا گیا ہے حالانکہ وہ تابعین مفسرین میں سے آپ صفِ اوّل میں ہیں اور تفسیر ابن عباسؓ، مجاہدؒ کے بعد آپ کی تفسیر قدیم ترین ہے۔ تفسیر بالمأثور میں سب سے بہتر اپنے خاص امتیاز کے ساتھ پہلی تفسیر ہے جس میں حضرت امام نے قدریہ، معتزلہ، مرجئہ اور روافض پر رد کیا ہے۔ اس کے بعد آپ کے شاگرد قتادہؒ نے لوگوں پر رد کیا ہے اور پھر عبدالرزاق سفیانین نے ان کی اتباع کی ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ ان کی تفسیر، تفسیر بالماثور ہے۔ استنباطات، فوائد انیقہ اور غریب کلمات کی شرح، سبب نزول، ناسخ و منسوخ، مکی و مدنی وغیرہ قرآنی علوم پر مشتمل ہے۔ ان کی تفسیر قدیم مراجع، اہم مصادر متقدمین و متاخرین جیسے قتادہ، معمر، یحیی بن سلام، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، طبری، ابن ابی حاتم، ابی بکر الرازی، الجصاص، ابن فورک، الثعلبی، والماوردی، والسمعانی، والبغوی، والزمخشری، و ابن العربی، وابن الجوزی، و القرطبی، وابن حیان، والحافظ ابن کثیر، والسیوطی وغیرہ مفسرین کے لئے بطور مصدر استعمال ہوا ہے۔ ان کا کوئی صفحہ اثار حسن البصری سے خالی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحبؒ کی کوشش سے مرویات الحسن البصری ایک کتاب میں حاصل کرنا آسان بنا دیا ہے اور مختلف امہات الکتب مطبوعہ وغیر مطبوعہ کے تتبع

سے اہل علم کو مستغنی بنا دیا ہے۔ خواہ وہ تفسیر کے کتب ہوں، حدیث کے، سیرۃ و تاریخ کے یا زھد وغیرہ کے ہوں[31]۔

آپ نے اپنی تحقیق کے لئے جو خطہ بنایا ہے حسب ذیل ہے:

حیاۃ الحسن البصری جلد اوّل میں ڈاکٹر صاحب نے جو فہرست الموضوعات لکھا ہے جلد اوّل صفحہ ۲۴۱ پر ہے۔ اس میں انہوں نے آپ کے مشہور شیوخ کے تفصیلی نام اور چند مشہور شیوخ کا جدول شائع کیا ہے۔ جو جلد اوّل صفحہ ۱۵۳ پر ہے اور ابرز الشخصیات فی شیوخه درج ذیل ہیں:

(۱) انس بن مالکؓ (۲) جندب بن عبداللہ بن سفیان البجلی العلقی (۳) ھرم بن حیان الآزری (۴) عبدالحرمن بن سمرۃ بن عبدالشمس (ابو سعید) (۵) الاحنف بن قیس[32]۔

اس طرح آپ کے تلامذہ کا بھی ایک فہرست جمع کیا ہے جو جلد اوّل صفحہ ۱۶۵ پر ہے[33]۔

ان میں سے مشہور تلامذہ (ابرزالشخصیات فی تلامذه) میں درج ذیل ہیں:

(۱) ربیع بن صبح السعدی (ابو بکر) (۲) ایاس بن معاویہ بن قرۃ بن ایاس المذنی البصری القاضی (۳) ابو عمر بن العلاء البصری (۴) عبداللہ بن عون بن ارطبان المذنی (۵) سلیمان بن طرخان (ابوالمعتمد) القیسی مولاھم البصری (۶) منصور بن المعتز (۷) یونس بن عبید (ابوعبداللہ) (۸) ہشام بن حسان الازدی القردوسی مولاھم البصری (۹) حمید الطویل بن ابی حمید البصری احد مشیخۃ الآثر (۱۰) داؤد بن ابی ھند (ابو محمد) البصری (۱۱) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الرومی (۱۲) یحیی بن ابی کثیر الامام (ابو نصر) الطائی[34]۔

اسی طرح ان کے مؤلفات طبعہ ثانی جلد اوّل صفح ۱۸۲ پر درج ہیں۔ رسائل صفحہ ۱۸۵ پر مواعظ صفحہ ۱۹۱، اقوال صفحہ ۱۹۹، اداب العبادۃ صفحہ ۲۱۵، وعید صفحہ ۲۳۰، وصایا ۲۳۳، مرض وفات اور جنازہ صفحہ ۲۳۴۔۲۳۶ پر ہیں۔

آخر میں فہرست الموضوعات، وصف المخطوطات، الجدول للرموز اور ثبت المراجع صفحہ ۲۳۸ سے ۳۶۰ تک پر درج ہیں۔

امام حسن بصری چونکہ نعت، نحو، بلاغت اور قرأت علوم القرآن و تفسیر میں امام کے درجے تک پہنچے چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنی تفسیر القرآن میں ان علوم کو خوب استعمال کیا ہے۔ آپ قراءت وعلوم القرآن میں آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔

تفسیر میں آپ کا منہج

تفسیر میں آپ کا منہج جلد اوّل طبع ثانی صفحہ ٦٧ پر ہے۔ اس طرح تفسیر القرآن بالقرآن ص ٧٢ پر تفسیر القرآن بالسنہ ص ٧٤ پر تعمیر القرآن باقوال الصحابہ و التابعین صفحہ ٧٦ پر تفسیر القرآن باخبار العرب صفحہ ٩١ پر اور تفسیر القرآن باحداث السیرہ صفحہ ٩٢ پر درج ہیں۔

اس طرح مکانتہ فی علم الحدیث (یعنی علم حدیث میں حضرت حسن بصری کا مقام) جلد اوّل طبع ثانی صفحہ ٩٥ پر ہے۔ اسی طرح الحسن والفقہ جلد اوّل طبع ثانی صفحہ ١٠١ پر، استخدام الفقہ فی تفسیرہ جلد اوّل طبع ثانی صفحہ ١٠٣ پر۔ اسی طرح الحسن والقضاء جلد اوّل طبع ثانی صفحہ ١٠٥، الحسن والافتاء جلد اوّل طبع ثانی صفحہ ١٠٧ پر درج ہے۔ ثناء العلماء علیہ جلد اوّل طبع ثانی صفحہ ١١٠ پر درج ہے۔ حضرت الحسن البصریؒ نے اہل بدعت اور خرافات کے بارے میں تحریر جلد اوّل طبع ثانی صفحہ ١٢٠ پر درج کیا ہے۔

اس طرح معتزلہ کے بارے میں موقف جلد اوّ طبع ثانی صفحہ ١٢٩ پر خوارج کے بارے میں موقف صفحہ ١٢٦ پر جبریہ کے بارے میں مؤقف صفحہ ١٢٧، جہمیہ کے بارے میں مؤقف صفحہ ١٢٧ اور روافض کے بارے میں مؤقف صفحہ ١٢٨ تا طبع ثانی پر درج ہے۔ اسی طرح الحسن والقسم صفحہ ١٤٦ ط ٢ پر، استعمال الوعظ فی التفسیر صفحہ ١٤٦ ط ٢ پر اور الحسن والاسرائیلیات صفحہ ١٤٧ ط ٢ پر درج ہے۔

حواشی

1 صحبتے باشیخ مدنی، از مولانا عرفان الحق حقانی، ص ١٣؛ نوائے حق، ص ٩٦؛ ماہنامہ الحق، شیخ نمبر، ص ٢٠؛ ماہنامہ الخبر، ص ٤٤۔٤٥؛ کاروانِ حقانیہ، ص ٤٩؛ ہفت روزہ القلم، ٢٩ محرم الحرام تا ٤ صفر بمطابق ١٣ تا ١٨ نومبر ٢٠١٥ء۔

2 ایضاً، ص ١٢

3 الحق، خاص نمبر، ص ٢٨۔

4 ایضاً، ص ٢٩؛ صحبتے باشیخ مدنی، ص ١٣۔

5 الحق، خاص نمبر، ص ٢١۔

6 ایضاً، ص ٣٠؛ نوائے حق، ص ٧؛ صحبتے باشیخ مدنی، ص ١٤۔

7 نوائے حق، ص ٨٢۔

8 تفسیر سورۃ الکہف، مؤلف شیر علی شاہ مدنیؒ، ناشر موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، طبع اوّل، ص ٩۔

9 تفسیر سورۃ الکہف، ص ١٢۔

10 ایضاً، ص۱۲۔۱۳

11 ایضاً، ص۱۵۔

12 ایضاً، ص۱۷۔

13 ایضاً، ص۲۴۔

14 ایضاً۔

15 تفسیر حسن بصری، جمع و تحقیق دراسہ الشیخ شیر علی شاہ المدنیؒ ودکتور محمد یوسف کمال مدینہ منورہ، ج۱، ص۲۷، مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک۔

16 ایضاً، ص۷۵۔

17 ایضاً، ص۷۶۔

18 تفسیر سورۃ الکہف، ص۱۲۰۔

19 ایضاً، ص۲۰۸۔

20 مفتی فیض الرحمن عثمانی، مدرس جامعہ اصحاب صفہ، راولپنڈی، بحوالہ الحق شیخ نمبر، ص۳۸۲۔۳۸۵

21 نوائے حق، ص۱۳۔

22 انٹرویو مولانا احسان الرحمن عثمانی، بحوالہ نوائے حق، خاص نمبر، ص۱۱۹۔۱۲۰۔

23 انٹرویو امجد حقانی، تلمیذ شیخ ۱۹ستمبر ۲۰۱۶، وخود سماعت درس، ۲۰۱۴، محمد انس حقانی، بحوالہ نوائے حق ص ۳۲۲۔

24 تفسیر سورۃ الکہف، لدکتور ابوالامجد شیر علی شاہ مدنیؒ، ص۹۔

25 ایضاً، ص ز۔

26 ایضاً، ص ح۔

27 انٹرویو مولانا عزیز الرحیم حقانی، ۸ مئی ۲۰۱۶

28 حسن بصری مجمع و تحقیق الشیخ شیر علی شاہ ودکتور محمد یوسف کمال المدنی مدظلہ، طبع ثانی، جلد نمبر ا، ص ھ، مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک پشاور۔

29 جلال الدین حقانی، التنذیل بکابل، افغانستان، ۲۸/ ۱۱/ ۱۴۱۲ھ، تفسیر حسن بصری، ص ح، ط، ی، جلد اوّل۔

30 محمد زرولی خان، تفسیر حسن بصری، ص ل۔

31 تفسیر حسن بصری، ص۱۱۔

32 تفسیر حسن بصری، جلد اوّل، ص۱۵۶، طبع ثانی۔

33 ایضاً، ص۱۶۵۔

34 ایضاً، ص۱۷۵۔